شہر کی جس طرف سے جارہا ہے، اس سمت کی آبادی سے نکل جانا ضروری ہے؟

مجیب: مفتی فضیل رضا عطاری

فتوی نمبر: 98

تاریخ اجراء: 02 شعبان المعظم 1433ھ / 23 جون 2012ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ شرعی سفر کی حد جو بیان کی گئی ہے 92 کلو میٹر کی، وہ کہاں سے شمار ہو گی، اس کے گھر سے، یا شہر کی حدود سے نکل کر؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ گھر سے سفر کی ابتدا ہو جاتی ہے اس مسئلے کی وضاحت فرمائیں؟

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَالصَّوَابِ

سفر شرعی کے اعتبار سے شرعاً مسافر بننے کے لئے نیت سفر کے ساتھ شہر یا گاؤں کی جس سمت سے باہر جا رہا ہے، اس طرف کی آبادی سے باہر ہو جانا بھی ضروری ہے۔ متون و شروح و فتاویٰ میں مذکور جزئیات "خروج من البلد، خروج من المصر (شہر سے نکلنا)، خروج من عمران المصر (شہر کی آبادی سے نکلنا) اور مفارقۃ بیوت المصر (شہر کے گھروں سے جدا ہونا)" وغیرہ، ہم معنی الفاظ میں اسی ضروری شرط کا بیان ہوتا ہے، لہٰذا اسی وقت سے اس کے سفر کی ابتدا مانی جائے گی۔

علامہ عبد اللہ بن محمود الموصلی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متن "المختار" میں ارشاد فرماتے ہیں: "یصیر مسافرا اذا فارق بیوت المصر" مسافر تب ہو گا جب شہر کے گھروں سے جدا ہو جائے۔ (المختار علی هامش الاختیار، جلد 1، صفحہ 265، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیۃ)

الاختیار لتعلیل المختار میں ارشاد فرمایا: "لا یصیر مسافرا الا اذا خرج من المصر، وقد قالت الصحابۃ لو فارقنا ھذا الخص لقصرنا" یعنی مسافر اسی وقت ہو گا، جب وہ شہر سے باہر نکل جائے، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے فرمایا کہ اگر ہم اس خص (گھر سے) تجاوز کر جائیں گے، تو قصر کریں گے۔ (الاختیار لتعلیل المختار، جلد 1، صفحہ 265، مطبوعہ دار الرسالۃ العالمیۃ)

امام ابو بکر کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تصنیف بدائع الصنائع فصل فیما یصیر بہ المقیم مسافرا میں مسافر ہونے کے لئے تین باتوں کا ہونا ضروری ارشاد فرمایا ان میں سے تیسری بات یہ ارشاد فرمائی: ”الخروج من عمران المصر، فلا یصیر مسافرا بمجرد نیۃ السفر مالم یخرج من عمران المصر (الی ان قال) ولان النیۃ انما تعتبر إذا کانت مقارنۃ للفعل لان مجرد العزم عفو“ یعنی آدمی کا شہر کی آبادی سے نکل جانا، لہذا آدمی محض سفر کی نیت سے مسافر نہیں ہوجاتا جب تک شہر کی آبادی سے نہ نکل جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نیت اس صورت میں معتبر ہوتی ہے جب وہ فعل کے ساتھ مقارن ہو اس لئے کہ محض ارادہ عفو ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد 1، صفحہ 476 تا 477، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے: ”لا یصیر الشخص مسافرا بمجرد نیۃ السفر بل یشترط معہ الخروج، قال محمد: یقصر حین یخرج من مصرہ، ویخلف دور المصر، وفی الغیاثیۃ والمعتبر من الخروج ان یجاوز المصر وعمراناتہ، وھو المختار، وعلیہ الفتویٰ“ یعنی آدمی محض نیت سفر سے مسافر نہیں ہوجاتا، بلکہ اس کے ساتھ خروج بھی شرط ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ شخص اس وقت قصر کرے گا، جب وہ شہر سے نکل جائے گا اور شہر کے گھروں کو اپنے پیچھے چھوڑ دے، اور غیاثیہ میں ہے کہ وہ شہر اور اس کی آبادی سے تجاوز کر جائے۔ یہی مختار ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ (فتاوی تاتارخانیہ، جلد 1، صفحہ 502، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

محیط برہانی میں ہے: ”قال محمد رحمہ اللہ: ولا یقصر حتی یخرج من مصرہ ویخلف دور المصر، وفی موضع آخر یقول: ویقصر إذا جاوز عمرانات المصر قاصداً مسیرۃ ثلاثۃ ایام ولیالیھا، وھذا لانہ مادام فی عمرانات المصر فھو لا یعد مسافراً، والاصل فی ذلک ماروی عن علی رضی اللہ عنہ أنہ خرج من البصرۃ یرید السفر فجاء فی وقت العصر فأتمھا ثم نظر الی خص امامہ، فقال: انا لو کنا جاوزنا ھذا الخص لقصرنا“ یعنی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور وہ قصر نہیں کرے گا یہاں تک کہ وہ اپنے شہر سے نکل جائے اور شہر کے گھروں کو اپنے پیچھے چھوڑ جائے، اور ایک دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: اور قصر اس وقت کرے گا جب وہ شہر کی آبادی کو تجاوز کر جائے درآنحالیکہ وہ تین دن رات کی راہ کے ارادے سے نکلا ہو، اور یہ اس لئے کہ جب تک وہ شہر کی آبادی میں ہے وہ مسافر نہیں کہلائے گا، اور اصل اس میں وہ روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ سے سفر کے ارادے سے نکلے تو عصر کا وقت ہوگیا، تو آپ نے مکمل نماز پڑھی اور اپنے سامنے موجود ایک گھر کی طرف نظر کی اور فرمایا: اگر ہم اس سے تجاوز کر جائیں تو قصر کریں گے۔ (المحیط البرہانی، جلد 2، صفحہ 387، مطبوعہ

ادارۃ التراث الاسلامی لبنان)

گھر سے نکلنے پر سفر شرعی کی ابتدا مانی جائے تو لازم آئے گا کہ جو شرعاً مسافر نہیں ہے اس کا سفر شرعی شروع ہو گیا یعنی ہر شرعی مسافر ابتداءً عرفی مسافر ہے اور دونوں اعتبار سے ملا کر مدت سفر کا اعتبار کیا جاتا ہے، یہ بات واضح طور پر غلط ہے، فقہائے کرام کے جزئیات میں صراحۃ یا دلالۃ اس پر کوئی دلیل نہیں، یہ غلط فہمی سفر عرفی اور سفر شرعی میں فرق معلوم نہ ہونے یا جسے معلوم ہو تو بوجہ نسیان اس کی رعایت نہ کرنے سے پیدا ہوتی ہے۔

مزید واضح جزئیہ کہ جس سے اس وہم کی جڑ کٹ جاتی ہے بطور تعلیل صاحب ہدایہ کا یہ فرمانا ہے کہ جس طرح اقامت کے لئے آبادی میں دخول کا اعتبار ہے اسی طرح شرعا مسافر ہونے کے لئے آبادی سے خروج ضروری ہے مسافر جب آبادی میں داخل ہو جائے اگرچہ گھر نہ پہنچے، تو مقیم ہو جاتا ہے یونہی اگرچہ گھر سے نکل جائے مگر آبادی سے باہر نہ ہو تو مسافر نہیں ہوتا۔

ہدایہ میں ہے: "وإذا فارق المسافر بیوت المصر صلی رکعتین لان الاقامة تتعلق بدخولها فیتعلق السفر بالخروج عنها وفیه الأثر عن علی رضی اللہ عنه لو جاوزنا هذا الخص لقصرنا" یعنی مسافر جب شہر کے گھروں سے تجاوز کر گیا، تو دو رکعتیں پڑھے گا اس لئے کہ اقامت شہر میں دخول سے متعلق ہوتی ہے تو سفر بھی اس سے خروج سے ہی متعلق ہو گا۔ اور اس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اثر مروی ہے آپ نے فرمایا: جب ہم اس خص سے تجاوز کر جائیں گے تو قصر کریں گے۔ (ھدایه مع بنایه، جلد 1، صفحه 253 تا 255، مطبوعه ملتان)

تو فقہائے کرام کا خروج بلد سے پہلے اسے مسافر نہ ماننا جب شرعی سفر کے اعتبار سے ہے، تو سفر شرعی جو فعل ہے اس کا تحقق بغیر صاحب فعل کے ماننا کیونکر ممکن ہے؟ فقہائے کرام جو خیار امت ہیں ان کی بات سے ایسا نتیجہ نکالنا اور ان کی طرف منسوب کرنا حقیقتاً ان کی طرف کم عقلی کو منسوب کرنا ہے، وہ اس عیب سے پاک ہیں، ضرور یہ کم علمی و قلت فہم کی بناء پر پیدا ہونے والے وہم ہی کا نتیجہ ہے۔ اس ساری تفصیل سے بخوبی واضح ہو گیا کہ بعض حضرات کا یہ کہنا کہ گھر سے سفر کی ابتدا شروع ہو جاتی ہے، محض غلط ہے۔

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم